❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت محرم الحرام
وقت 5-7 منٹ

قتلِ حسینؑ اصل میں مرگِ یزید ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (البقرۃ:155)

کہ جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مُردے نہ کہو بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

قتلِ حسینؑ اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان جناب محمد علی جوہر کا اوپر پڑھے گئے شعر کا پہلا مصرع ہے یعنی قتلِ حسینؑ اصل میں مرگِ یزید ہے۔

پیارے بھائیو! ہندوستان کے مشہور و معروف عالم دین مولانا محمد علی جوہر جو شعر و شاعری بھی کرتے تھے نے کربلا کے حالات و واقعات پر ایک نظم کہی جس کے اوپر پڑھے گئے شعر میں کربلا کے سارے واقعات کا خلاصہ پیش کیا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اسلام کے دفاع میں اپنی اور اپنے اہل خانہ کی جانوں کا نذرانہ پیش کر دیا۔ یہ جنگ کلمہ طیبہ پڑھنے والے دو گروہوں کے مابین لڑی جارہی تھی۔ اس میں گو حضرت حسین علیہ السلام شہید ہو گئے مگر اس کے ساتھ یزید جو مدمقابل گروپ کو لیڈ کر رہا تھا وہ بظاہر زندہ رہا مگر روحانی معنوں میں اس کی موت واقع ہوئی اور قرآن کریم کی سورۃ البقرۃ کی آیت 155 کے مطابق گو حضرت حسینؑ زندگی پا گئے اور روحانی معنوں میں مر گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مُردے نہ کہو بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

اسی مضمون کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ آلِ عمران آیت 170 میں یوں بیان فرمایا ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے اُن کو ہرگز مُردے گمان نہ کر بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں (اور) انہیں ان کے ربّ کے ہاں رزق عطا کیا جارہا ہے۔

مولانا محمد علی جوہر نے اس شعر کے دوسرے مصرع میں ایک اور اہم مضمون بیان فرمایا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کی شہادت سے نہ صرف حسینؑ نے زندگی پائی بلکہ اسلام کو بھی نئی زندگی ملی اور یہ حقیقت ہے کہ جہاں بھی اسلام کے لئے کربلا کا میدان سجایا جائے گا اور دشمنانِ اسلام کی طرف سے مشکلات پیدا کی جائیں گی وہاں اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت اسلام کے ساتھ ہوگی اور اسلام کو ایک نئی زندگی ملے گی۔ جماعت احمدیہ نیپال کے ایک شاعر جناب نصر الحق نصر نیپالی معلم سلسلہ نے بھی اپنے ذوق کے مطابق اسی مضمون کو یوں بیان کیا ہے۔

قتلِ حسینؑ مرگِ یزید پلید ہے
وہ کم نصیب حشر تک ہو گیا بدنام

(بدر قادیان 27 جولائی 2023ء)

سامعین! جہاں تک جناب محمد علی جوہر کے شعر کا تعلق ہے۔ اس شعر کے ہر دو مصرعوں پر الگ الگ جامع ومانع تقاریر کی جا سکتی ہیں۔ لیکن مَیں یہاں آپ کے سامنے محدود وقت میں دونوں مصرعوں میں بیان دو الگ الگ مضامین کو بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔

شعر کے پہلے مصرع "قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے" کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ

"امام حسینؓ کی اولاد تو ہر جگہ پائی جاتی ہے مگر یزید کی نسل میں سے ہونا تو درکنار اس کا ہم نام بھی کوئی کہلانا نہیں چاہتا۔ "

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ 524)

سامعین! یہی یزید پلید کی موت ہے کہ ساری دنیا کا احاطہ کر لیں۔ مسلمانوں کے 50 سے زائد ممالک میں اربوں کھربوں کی تعداد میں بسنے والے مسلمانوں کو دیکھ لیں کہ ان میں سے کسی نے اپنا یا اپنے بچے کا نام یزید رکھا ہو۔ اسلام کے اندر جس رنگ میں روافض نے شیعہ ازم میں غلو سے کام لیا ہے اور رہی سہی کسر خوارج نے پوری کر دی جس کے نتیجہ میں خلفائے اربعہ کے خلاف محاذ بنایا گیا۔ جس کی وجہ سے اسلام کے کئی فرقے شیعہ ازم کے مخالف ہوئے اور آج لڑائیاں جھگڑے اور قتل وغارت عروج پر ہے۔ لیکن شیعہ ازم کے مخالف فرقوں میں سے بھی کسی کو یہ جرأت نہیں ہوتی کہ وہ اپنے بچوں کے نام یزید رکھیں۔ اسی کو مرگِ یزید کہتے ہیں کہ آج اس کا کوئی نام لیوا موجود نہیں حتی کہ اسلامی دنیا سے باہر بھی یہ نام نہ صرف اپنی موت خود مر چکا ہے بلکہ اس کو بُرے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"یزید ایک ناپاک طبع کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کی رُو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے، وہ معنے اُس میں موجود نہ تھے۔"

اور پھر فرمایا۔

"مَیں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع، دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا۔"

قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

"ایک دفعہ جب محرم کا مہینہ تھا اور حضرت مسیح موعودؑ اپنے باغ میں ایک چارپائی پر لیٹے تھے آپؑ نے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم اور ہمارے بھائی مبارک احمد مرحوم کو جو سب بہن بھائیوں میں چھوٹے تھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا آؤ! میں تمہیں محرم کی کہانی سناؤں۔" پھر آپؑ نے بڑے دردناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے آپؑ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپؑ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپؑ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپؑ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا۔

"یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریمؐ کے نواسے پر کروایا مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا۔"

اس وقت آپؑ پر عجیب کیفیت طاری تھی اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ کی المناک شہادت کے تصور سے آپؑ کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا اور سب کچھ رسول پاکؐ کے عشق کی وجہ سے تھا۔

(روایات حضرت نواب مبارکہ بیگمؓ سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمدؓ صفحہ 31)

یہی وہ مضمون ہے جسے شاعر نصر الحق نصر نیپالی نے ان الفاظ مین بیان کیا ہے۔

وہ کم نصیب حشر تلک ہو گیا بدنام

جبکہ اس کے مقابل پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر نیک اختر حضرت فاطمہ الزہرہؓ کی اولاد کے ساتھ جہاں اللہ تعالیٰ نے نیکوں جیسا سلوک فرمایا وہاں دنیا میں پھیلے اربوں کھربوں مسلمان آپؐ کی تمام اولاد اور پھر اولاد در اولاد کو اچھے اور متبرک لفظوں سے یاد کرتے ہیں بالخصوص حسن اور حسین کے ساتھ آغاز میں "حضرت" یا "امام" اور آخر پر "رضی اللہ عنہ" یا "علیہ السلام" لکھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی سلامتی کی دعائیں دیتے ہیں اور یوں قرآن کریم میں بیان پیشگوئی "رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ" کے مصداق ٹھہرتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے۔

”اِس وقت ہم جو کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ آؤ! اس نام کو ہم بے فائدہ رَٹ رَٹ کر بدنام نہ کریں بلکہ ان کاموں کی تقلید کی کوشش کریں جو اس ہستی نے میدانِ کربلا میں دکھا کر ایک عالم سے خراجِ تحسین حاصل کیا جن کی وجہ سے یہ معمولی سا نام زندہ ہو گیا اور ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گیا اور ان باتوں پر غور کریں جن باتوں سے متاثر ہو کر محمد علی جوہر مرحوم نے یہ شعر کہا تھا۔

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اِس وقت ہر مسلمان میدانِ کربلا میں ہے اگر ہم کو اس میدان میں مرنا ہی ہے تو آؤ! ہم بھی حسینؓ کی موت مریں تا کہ اس کی طرح ہمارا نام بھی زندۂ جاوید ہو۔ ورنہ جو پیدا ہوتا ہے ایک دن مرتا ہی ہے۔ کتنے تھے جن کے نام حسین تھے جو مر گئے مگر ان کو کوئی یاد بھی نہیں کرتا مگر ایک حسینؓ ہے صرف ایک حسینؓ جس کو دنیا بھلانا بھی چاہے تو نہیں بھلا سکتی جس کو دل سے مٹانا بھی چاہے تو نہیں مٹا سکتی کیونکہ اس حسین نے اپنے نام کو اپنے کام سے صفحۂ ہستی پر پتھر کی لکیر بنا دیا ہے کیونکہ اس نام کی پشت و پناہ وہ عظیم الشان قربانی ہے جو مُردہ ناموں کے جسموں میں جان ڈال دیا کرتی ہے کیونکہ اس نے اپنے نام کو ایسے ماحول میں رکھ دیا ہے جس سے وہ روشنی کا مینار بن گیا ہے اگر تم بھی چاہتے ہو کہ تمہارا نام بھی روشنی کا ایسا مینار بن جائے جو

”شب تاریک و بیم موج و دریائے چنیں حایل“

کے عالم میں دوسروں کو ساحلِ مراد کا نشان دکھائے تو تم کو بھی وہی کام کرنے ہوں گے جو حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئے۔“

(انوار العلوم جلد 19 صفحہ 302-303)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے۔“

سامعین! مَیں اپنی تقریر میں روافض اور شیعوں کی طرف سے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اور حضرت فاطمہ بی بیؓ کے متعلق جو غلو اختیار کیا جاتا ہے اور ایسے ایسے القابات دیئے جاتے ہیں جن کا اسلام کی تعلیمات کے ساتھ دور دور کا بھی تعلق نہیں اُن کو مَیں بیان نہیں کرنا چاہتا لیکن اہل بیت اور نواسوں کے حوالے سے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و افاضات سر آنکھوں پر۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسینؓ سے ہوں۔ (اسد الغابہ)

میرے دونوں فرزند (حسن و حسین) دنیا کے میرے پھول ہیں۔ (اسد الغابہ)

حسن و حسین جوانان جنت کے سردار ہیں۔ (ترمذی کتاب المناقب)

سامعین! آئیں! جناب محمد علی جوہر کے موضوع سخن شعر کے دوسرے حصہ کی طرف آتے ہیں کہ ”اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد“۔ اس کے دو حصے ہیں اول۔ وہ کربلا کا میدان جو عراق میں ہے اور جہاں حضرت حسینؓ اور اُن کے دسیوں پیارے عزیز دُلارے بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیئے گئے اور

دوم۔ کربلا کا لفظ کنایۃً یا مجازاً بولا جاتا ہے جہاں پانی نہ ملے مشکلات اور تکالیف کا مقام، قحط یا مذہبی آزادی کا سلب کرنا۔ اِسی لئے بعضوں نے ”اِسے کرب و بلا“ لکھا ہے۔

جہاں تک پہلے کربلا کے مضمون کا تعلق ہے اس میں تو کوئی دو رائے نہیں کہ میدانِ کربلا میں حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد جس تیزی سے اسلام اکناف عالم میں پھیلا ہے۔ حسینیت جس انداز اور رنگ میں حقیقی مظلوم بن کر اُبھری ہے وہ ظاہر و باہر ہے۔ اسی مضمون کو شاعر نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد۔

اور پھر اس مصرع کو بزبان شاعر یہ معنی بھی دیئے جا سکتے ہیں۔ جن کا ذکر پہلے میں کر آیا ہوں کہ کربلا کے مجازی معنوں کے اعتبار سے ہر مشکل مرحلے اور تکلیف دہ وقت کے بعد خوشی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ عورت کی گود ہری ہونے سے قبل اسے نو ماہ تک بہت سے تکلیف دہ مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے اور پھر بچے کی

پیدائش اپنی ذات میں ایک ایسا تکلیف دہ مرحلہ ہے کہ کہا جاتا ہے اور صحیح ہی کہا گیا ہے کہ عورت کو دوسری زندگی ملتی ہے لیکن جب اس کی گود میں بچہ ڈالا جاتا ہے تو اس کی خوشی دیدنی ہوتی ہے اس کے دل میں سینکڑوں خواہشات مچلنے لگتی ہیں۔ اس بچے کے مستقبل کو وہ ذہن میں لا کر کئی قسم کے منصوبے بناتی ہے۔ علی ھذا القیاس۔ اولاد اور نسل کی افزائش اور اپنے مستقبل کو روشن تر بنانے کے لئے جانوروں میں بھی جو طریق رائج ہیں وہ تمام کے تمام تکلیف سے گزر کر ہی خوشی کے سامان پیدا کرتے ہیں۔ حتی کہ انڈا دینے والے پرندوں میں لکھا ہے کہ وہ بھی اولاً تکلیف سے گزر کر انڈا دیتے اور ثانیاً بچوں کے لئے وہ انڈوں پر بیٹھتے ہیں اور تکلیف برداشت کرتے ہیں اور پھر افزائش نسل ہوتی ہے۔ جہاں تک روحانی و دیگر جماعتوں اور کمیونیٹوں کا تعلق ہے۔ وہ بھی مخالفین اور معاندین کی طرف سے کربلائی تکالیف پیدا ہونے کے بعد ہی ترقی کرتیں اور پنپتی و سرسبز و شاداب ہوتی ہیں۔ کہا جاتا ہے

The more you press, more will rise

کہ آپ کسی چیز کو جتنا زور سے دباتے ہیں اس سے دوگنی یا تگنی طاقت کے ساتھ وہ اُبھر کر سامنے آتی ہے۔ اِسے ہم ربڑ کے گیند سے بآسانی سمجھ پائیں گے۔ بچے ربڑ کی گیند کو جب زور سے زمین پر پٹکتے ہیں وہ اس سے کئی گنا رفتار کے ساتھ اُچھل کر بلندیوں کا سفر طے کرتی دکھائی دیتی ہے۔ ہم جماعت احمدیہ میں اس نسخے کو تقریباً روزانہ ہی آزماتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں صبر آزما ادوار کے بعد اسلام مکہ مدینہ سے نکل کر عجم میں پھیلا۔ یہی کیفیت آج کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لائی ہوئی جماعت میں ہم دیکھتے ہیں۔ پاکستان ہی کی مثال لیں وہاں احمدی جن مشکلات سے گزر رہے ہیں۔ قید و بند کی تکالیف سے طبع آزمائی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ بعضوں کو شہید کیا گیا۔ مسجدیں گرائی گئیں اور آج کل مساجد کے مینارے اور گنبد توڑے جا رہے ہیں۔ کیا یہ نقصان کا سودا ہے۔ نہیں! ہرگز نہیں! یہ مخالفتیں کھاد کا کام دیتی ہیں جس کی بدولت شجرِ احمدیت پھلتا پھیلتا اور مسلسل پھول رہا ہے۔ پاکستان سے اِن مخالفتوں اور دشمنیوں کی وجہ سے ایک کثیر تعداد میں احمدیوں کو ہجرت کرنا پڑی جس کی وجہ سے مہاجر احمدی خاندانی لحاظ سے بھی مالی طور سے مضبوط ہوئے بلکہ اِن کے چندے بڑھے جس سے جماعت بھی مضبوط ہوئی اور اس کے بدلے جماعت احمدیہ ساری دنیا میں پھیل رہی ہے۔ دنیا بھر میں سینکڑوں مساجد تعمیر ہو رہی ہیں اور سینکڑوں ہی مساجد اماموں اور مقتدیوں کے ساتھ جماعت احمدیہ کی گود میں آ رہی ہیں۔ چندوں میں غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کے fame کو عالمگیر شہرت حاصل ہوئی ہے۔ حضرت عبد المطلب نے تو اپنے دشمنوں کے طعنہ کا جواب یوں دیا تھا کہ یہ اونٹ میری ملکیت ہیں انہیں چھوڑ دو۔ جہاں تک خانہ کعبہ کا تعلق ہے وہ خداوند عزوجل کی ملکیت ہے وہ خود اسے سنبھالنا جانتا ہے۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے ابابیل نے کنکروں سے حملہ کر کے ابرہہ کے لشکر کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔ لیکن آج دشمنانِ احمدیت کی تباہی ہمیں اس طرح تو نظر نہیں آتی لیکن خدا تعالیٰ کی قرآن کریم میں بیان پیشگوئی کو نمایاں طور پر پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں کہ ہم دشمنوں کی زمین کم کرتے اور مومنوں کی زمین بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے حالیہ عید الاضحیہ کے خطبہ فرمودہ 17 جون 2024ء میں یہی مضمون بیان فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے لختِ جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لق دق صحرا میں خدا پر توکل کرتے ہوئے اکیلے چھوڑ جانا ایسی بڑی قربانی تھی جس کی وجہ سے آج دنیا بھر میں کروڑوں مینڈھے، بکرے، گائیاں اور دوسرے جانور ذبح ہو کر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ پھر آپ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہماری زندگی کا ایک مقصد ہے اور اسے ہر احمدی کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ روکیں اور مخالف ہوائیں ہمیں اونچا اڑانے کے لئے چلتی ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور مزید جھکنے والا بنانے کے لئے چلتی ہیں..... ہمیشہ یاد رکھیں کہ جماعت کی ایک سو پینتیس سال کی زندگی میں ان مخالفتوں نے جماعت کو آگے بڑھایا ہے اور اب بھی یہ قدم آگے ہی بڑھیں گے۔ ان شاء اللہ۔ ہماری جان، مال، وقت اور عزت کی جو قربانیاں ہیں وہ ہمیشہ پھل لاتی رہی ہیں اور بھی ان شاء اللہ لائیں گی۔ یہ روح اپنی نسلوں میں بھی پھونکتے رہیں اور کسی مخالفت سے کبھی گھبرانا نہیں صرف خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہمیشہ سامنے رکھنا ہے اور جب یہ ہوگا تو تبھی ہم خدائے واحد کی حکومت کو دنیا میں قائم ہوتا دیکھیں گے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرانے والے ہوں گے۔“ (خطبہ عید الاضحیہ 17 جون 2024ء)

تندی بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب!
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

اردو میں ایک مثل مشہور ہے کہ ”انڈے ہوں گے تو بچے بھی ہو رہیں گے“ یعنی کام و محنت کریں گے تو نفع ہوگا۔ جڑ قائم ہوگی تو سرسبزی بھی ہو جائے گی۔

(علمی اردو لغت جامع صفحہ 156)

سامعین! پاکستان کے مولویوں نے جماعت احمدیہ کی مخالفت میں اِس حد تک اندھی ہو گئی کہ انہوں نے اپنی حفاظت کے تعویذ خلافت احمدیہ کو دیس نکالا دیا اور سن 1984ء کے بعد 40 سالوں میں پاکستان میں جو افراتفری، لاقانونیت، قتل وغارت، چوری چکاری اور لڑائی جھگڑے کا بازار گرم ہے اُس کا نقشہ ایک مشہور تجزیہ نگار ڈاکٹر دانش نے وائس آف اُوورسیز میں شہزادہ عثمان طاہر کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا۔

”سن لیجئے پاکستان کے اندر دنیا کی سب سے بدترین مسلمان قوم بستی ہے۔ پاکستان کے اندر دنیا کی سب سے بدترین بے حس قوم پاکستانی بستے ہے۔ پاکستان کے اندر سب سے.. بدترین ملاں ہیں... اور بدترین عوام ہے۔ تو اللہ کا حکم ہے جیسی عوام ویسے حکمران اور عوام اگر غلط ہیں تو پھر اس حکمران کو عذاب کی صورت میں بھیجا جائے گا۔ معاف نہیں کیا جائے گا۔ تو ہم من حیث القوم تو ہیں ہی نہیں ہم تو ہجوم ہیں۔ ہم تو ہجوم ہیں بھائی۔ ہم میں کون سی اچھائی ہے؟ ہم چور ہیں، ہم ڈاکو ہیں، ہم ملاوٹ خور ہیں، ہم زانی ہیں، ہم شرابی ہیں، ہم یتیموں کا مال کھاتے ہیں، ہم ماں باپ کو بُرا کہتے ہیں۔ ہم سزیرین کرتے ہیں۔ ہم نارمل بندے کو کاٹ کر رکھ دیتے.... ہم پیٹ کھول کر بند کر دیتے ہیں۔ ہم نارمل ڈیلوری کو سزیرین۔ کون کون سے گناہ ہیں جو عظیم گناہ ہم من حیث القوم نہیں کرتے ہیں۔ ہم گدھے کا گوشت بیچتے ہیں، ہم کتے کا گوشت بیچتے ہیں۔ تو آپ یار اس عوام پر جو عذاب آرہا ہے۔ یہ جو حکمران ہیں یہ عذاب ہیں اور ہمارے نبیؐ اور قرآن نے تو یہ کہا ہوا ہے جیسی عوام ویسے حکمران۔ تو عوام مر رہی ہے تو اس کا اپنا عمل بھی تو دیکھو۔“

اب صرف یہ ایک آواز نہیں اِس طرح کی سینکڑوں آوازیں دنیا کے کونے کونے سے آنا شروع ہو گئی ہیں۔ سوات کے واقعہ پر ہر اینکر اور تجزیہ نگار بول اُٹھا ہے کہ ایک شخص جس نے توہینِ قرآن کی ہی نہیں اُسے بغیر تحقیق کے جلا کر رکھ دیا اِسے مذہبی دہشتگردی کا نام دیا جا رہا ہے۔ یہ ہے نتیجہ اور پھل اُس قانون کا جو جماعتِ احمدیہ کی مخالفت میں بنایا گیا اور اب اپنے گلے کا ہار بنتا دکھائی دے رہا ہے۔

اِس مضمون کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب فتح اسلام میں یوں بیان فرمایا ہے۔

”اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ اس مہم عظیم کے روبراہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا۔ سو اس حکیم وقدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا۔“

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 10-12)

پس ہمیں بھی اللہ کی رضا اور محبت حاصل کرنے کے لئے سعی بلیغ کرنی ہو گی۔ اُس کے حضور جھکنا ہو گا۔ پنجوقتہ نمازیں بروقت ادا کر کے راتوں کی عبادات بھی کرنی ہوں گی اور اس میں گریہ وزاری کو عروج تک پہنچانا ہو گا کیونکہ راتوں کو اٹھ کر عبادت ذاتی خواہشات کو کچلنے اور روندنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

”رات کو اٹھنا یقیناً نفس کو پاؤں تلے کچلنے کے لئے زیادہ شدید اور قول کے لحاظ سے زیادہ مضبوط ہے۔“ (مزمل:7)

اے آہِ رسا غنچۂ مقصد کو ہوا دے
سینے سے نکل عرشِ الٰہی کو ہلا دے
اک صدمۂ جانکاہ سے ہوں مضطرب الحال
وہ صدمۂ جانکاہ جو دیوانہ بنا دے
اے دل! تو لہو بن کے مری آنکھ سے بہ جا
اے جان! تو کس دن کیلئے ہے یہ بتا دے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(کمپوزڈ بائی: فائقہ بشریٰ)